

مقدمہ بر مقدمہ ابن خلدون

(ترجمہ: ڈاکٹر سید علی رضا نقوی، ریڈر، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد)

پروفیسر ونسان مونتے، فرانس کے مشہور مستشرق اور ماہر لسانیات گرنسٹنہ اپریل میں ایک مختصر سے علمی دوڑہ پر پاکستان تشریف لائے تھے۔ وہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی میں چند گھنٹے بیہاں کے شعبہ تحقیقات کے ارکین کے ساتھ علمی و تحقیقی موضوعات پر مصروف گفتگو رہے۔ پاکستان آنے سے قبل موصوف الجمین تحقیقاتِ ادبی کابل کی دعوت پر افغانستان تشریف لے گئے تھے۔ جہاں انھوں نے ۰۱ اپریل ۱۹۶۸ء کو اس الجمین میں فارسی میں ایک تقریر کی تھی۔ اس تقریر کو کابل کے اخبار "انیس" نے ۱۱ اپریل ۱۹۶۸ء کے شمارہ میں شائع کیا ہے۔ اس تقریر کا ترجمہ اس کی اہمیت کے پیش نظر بیکریہ "اخبار انیس" کابل ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

میری جب سے عالمِ اسلام اور سرزین مشرق سے دلچسپی شروع ہوئی ہے، اس وقت سے میرے دل میں آپ کے خوب صورت اور تاریخی ملک کا سفر کرنے کی آرزو موجود ہے۔ میرے لئے باعثِ سرت ہے کہ آج مجھے افغانستان کے پائیہ تخت کے اس علمی مرکز میں آپ لوگوں کے سامنے گفتگو کا موقع ملا ہے۔ میرے تعلق جو محبت آمیر الفاظ کے گئے ہیں اور جس محبت سے مجھے افغانستان آنے اور بیہاں تقریر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، اس کا میں تسلیم سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگرچہ مجھے تمام عالمِ اسلام سے جو بھرطیں سے مشرقِ بعدی تک پھیلا ہوا ہے، پوری دلچسپی ہے۔ لیکن میں نے اصل میں بیشتر "مغرب" اور افریقیہ کے مسلمانوں کے ماضی اور حال پر تحقیق کی ہے اور اسی وجہ سے اپنے دوستوں کے مشورہ کے پیش نظر میں نے یہ مناسب سمجھا کہ آج ایک "مغرب" کے مسلمان مورخ یعنی ابن خلدون کو اپنی گفتگو کا موضع بناؤ، جس

مورخ پر اور حس کے شاہکار "مقدمة" پر میں کئی سالوں سے تحقیق میں مصروف ہوں۔ خاص طور سے اس وجہ سے کہ وہ ایک بروشن فنکر عالم تھا۔ اور حس را پر آج کے ماہرین اجتماعیات گامز نہیں، اس را پر آج سے مدد توں پہلے چل چکا تھا۔ ایک مشرقی ملک میں ایک "مغربی" عالم کے بارے میں میری اس تقریر کا مقصد ہمنا بھی ہے کہ ماضی کے ایک عالم کی قدرت فکر پر حال کے علم و دانش کے آئینہ میں روشنی ڈالی جاسکے۔

عبد الرحمن ابن خلدون توں میں ۳۲۷ھ بمعطابق ۱۳۳۳ء میں پیدا ہوا اور ۸۰۸ھ بمعطابق ۱۳۸۹ء میں ناہرہ میں نوٹ ہوا۔ اس لحاظ سے اس کا تعلق چودھویں صدی عیسوی سے ہے۔ اس وقت مغرب بعید میں بنی مرین، توں میں بنی حفص، غناظ میں بنی نصر، مصر میں خاندان مملوک اور مشرق میں تیمور لنگ (۱۴۰۵ء تا ۱۴۰۵ء) کے اسلام کی حکومت تھی۔ ابن خلدون حافظ شیرازی (متوفی ۱۳۸۹ء) کا ہم عصر تھا۔ اسی زمانہ میں ایک مورخ نظام الدین سامی نے اپنی کتاب "نظم نامہ" میں تیمور کے زمانہ کے واقعات تلمیذ کئے۔ اسی زمانہ میں ابن بطوط (۱۳۰۳ء تا ۱۳۶۷ء) نے "جغر" کا رہنے والا ہٹ، مشرق کا سفر کیا اور اس سفر میں انگلستان بھی آیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "مغرب" میں رہنے کے باوجود اس کی ملاقات ابن خلدون سے نہیں ہوئی۔

العمري مشہور حجازیہ دان جوشامی اور مصری دونوں تھا، ۹۳۴ء میں رفات پا چکا تھا۔ لیکن مقرنی جامعہ الازہر میں شاگردگی حیثیت سے ابن خلدون کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ابن الخطیب نے جوانی میں کام مشہور عالم تھا، اپنی تاریخ غناظ لعنوان "احاطہ" میں ابن خلدون کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ دونوں کو ادب اور سیاست سے تعلق تھا۔ ایک اندرس کا باشندہ تھا اور دوسرا شماں افریقیہ کا۔ اور ان دونوں میں آپس میں دوستی کا رشتہ تھا۔

ابن خلدون کی خود نوشت سوانح حیات کو جو "تعربیت" کے نام سے ہے، ۱۹۵۱ء میں "مغرب" کے عالم محمد تاویت الطنجی نے شائع کیا ہے۔ ابن خلدون کی زندگی کے ۵۰ سال بڑے پڑھوات تھے۔ ان میں سے ۱۸ سال اس کے بچپن اور نوجوانی کے اور ۳۲ سال جوانی اور شمالی افریقیہ میں قیام کے ہیں۔ اس نے اپنی عمر کے ۸ سال شمالی افریقیہ میں دنیا سے کنارہ کش ہو کر اپنی کتاب پر عنزو و فکر کرنے اور اسے تایپ کرنے میں اور باقی ۲۴ سال مصر کے قیام میں گزارے۔

عبد الرحمن ابن خلدون ۲۳۲ء میں کو ایک اندرسی خاندان میں توں میں پیدا ہوا۔ اس کے

اسلاف جزیرہ نما گئے عرب کے جنوب میں واقع حضرموت سے مغرب کی جانب ہجرت کر کے آئے تھے اس کا دادا تولن کی حکومت بنی حفص میں وزیر مالیات تھا۔ اس کا باپ بھی ایک عالم آدمی تھا۔ ابن خلدون نے قرآن، حدیث، فقہ، صرف و نحو اور ادب کی تعلیم حاصل کی۔ بھی ۱۸ اسال ہی کا تھا کہ ۱۳۴۹ء میں طاعون کی ویاں اس کا باپ اور بہت سے اہل خاندان اور ہم وطن چل بیسے۔ اس کے بعد اس نے تقریباً ۲۵ سال شمالی افریقیہ اور غزنیاط میں عالم مسافرت میں گزارے۔ اس کا یہ زمانہ بھی علم کی تحصیل میں گزر رہا اور ساتھ ہی وہ اس وقت کے امراء کے دربار میں مناصب جلیلہ پر فائز رہا۔ اسی زمانہ میں اسے سیاست کی جدوجہد میں انہاں کر رہا۔ اور اس سلسلے میں اس کو دو سال زندان میں بھی رہنا پڑا۔ بعض لوگ سیاسی امور میں اس پر تلوٹ مزاجی اور ابن الوقت کا اذام لگاتے ہیں۔

وہ ۱۳۴۷ء سے ۱۳۴۸ء تک چار سال شہر سے دُورالجہر اور کے شہر تمسان کے شمال مشرق میں واقع قلعہ "ابن سلامہ" میں تھا کی زندگی سبر کرتا رہا۔ اسی دوران میں اس نے ۱۳۴۷ء میں ۵۵ سال کی عمر میں پانچ مہینہ کی مدت میں اپنے "مقدمة" تاریخ کی تالیف کا کام پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ اس کے بعد وہ معلم اور قاضی کی حیثیت سے کام کرتا رہا۔ اس نے اپنی عمر کے باقی ۲۵ سال قاہرہ میں گزارے۔

اسی زمانے میں اس کے اہل و عیال شمالی افریقیے تاہرہ آتے کشتنی کے عرق ہونے سے سمندر میں ڈوب کر مر گئے۔ اس سے کسی کے عالم میں بھی ابن خلدون سیاست سے کنارہ کش نہیں ہوا۔ اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کی طرح اپنے دشمنوں اور رقبیوں کی سازش کا نشانہ بنتا رہا۔ اس کو ۱۳۴۰ء میں تیمور لنگ کے پاس مصر سے شام بھیجا گیا تاکہ وہ تیمور سے ہوشیش شہر کے بارے میں گفتگو کرے، یہ اس کا آخری سیاسی کام تھا۔

وہ چھ دفعہ مذہبِ مالکی کا قاضی مقرر ہوا۔ وہ قاضی کے مقام کا بڑا احترام کرتا تھا۔ اور اس فرض کی انجام دہی پوری نیک دلی، انصاف اور متعینہ حدود کے اندر کرتا تھا۔ وہ ۱۳۰۶ء کو ۱۳۴۷ء میں سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گیا اور قاہرہ میں مقبرہ صوفیان میں دفن ہوا۔ آج معلوم ہیں کہ اس قبرستان میں اس کی قبر کون سی ہے۔

ابن خلدون نے پہلی دفعہ اپنے "مقدمة" تاریخ کو ۱۳۴۷ء میں تصنیف کیا۔ ۱۳۸۲ء میں اس کتاب کے پہلے شیخ کو اس نے امیر تولن کے نام معنوں کیا۔ لیکن اس کے بعد ابن خلدون اس میں وقفاً فوتفقاً ۱۳۴۰ء میں اس کا اضافے اور اصلاحات کرتا رہا، جیسا کہ اس کتاب کے ایک قلمی نسخہ سے جو ہمیں ملا ہے، پتہ چلتا ہے۔ یہ قلمی نسخہ استنبول کے

کتاب خانہ عاطف آنندی میں نمبر ۱۹۳۶ کے تحت موجود ہے۔ اس کی ایک عکسی نقل پر میں ۱۹۶۰ء سے تحقیق کر رہا ہوں۔ اس کی کتابت ۲۰۰۳ء میں ابن خلدون کے زمانہ حیات میں ہوئی ہے اور ابن خلدون نے اپنے ہاتھ سے اس کی اصلاح کر کے پہلے صفحہ پر اپنی طرف کے گوشہ میں اس کی تقدیمی کی ہے۔ میں نے "مقدمہ" کے اس مسودہ کو جو بے شک ایک علمی کارنامہ ہے، اپنی تاریخ کی کتاب کا مقدمہ قرار دیا ہے۔ میں نے اس مسودہ کی اصلاح اور تصحیح کی ہے۔ مقدمہ ابن خلدون کا اس سے بہتر نسخہ دنیا میں کہیں موجود نہیں ہے۔

میں مقدمہ ابن خلدون کا ترجیح اس نسخہ کے مطابق جلد ہی مکمل کر رہا ہوں میں سب روز نہیں (ROSENTHAL) نے بھی اسی نسخہ کا ترجیح انگریزی زبان میں کیا ہے۔ اس کتاب کی تالیف کے وقت ابن خلدون کے پیش نظر ایک عظیم مقصد تھا جیسا کہ وہ خود کتاب کے آغاز میں لکھتا ہے:-

"میری کتاب کامو ضوع تمام دنیا کے واقعات ہیں۔ اس میں واقعات کے علل و اسباب بیان کئے گئے ہیں، گویا اس میں تاریخ کی حکمت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں میں نے اس بات کو تفصیل سے لکھا ہے کہ ان واقعات اور ان کے اسباب سے ہمیں کیا میراث لینا چاہئے۔ اسی وجہ سے میں نے اس کتاب کا نام "كتاب العبرى أخبار العرب والعجم والبيزنط" رکھا ہے۔"

چنانچہ اس توضیح کے پیش نظر ابن خلدون کی اس کتاب کو تاریخ عالم کی تفسیر کہا جاسکتا ہے۔ باوجود اس کے کہ ابن خلدون ایک مورخ ہے لیکن وہ محض واقع نگاری کی حدود تک نہیں رہا، بلکہ اس سے آگے بڑھ گیا ہے۔

آگسٹ کومٹ (AUGUSTE COMTE) (متوفی ۱۸۵۰ء) کو، جوانی سویں صدی کا مشہور عالم گزارا ہے، علم الاجتماع کا موجہ اور مختصر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ابن خلدون آگسٹ کومٹ سے پانچ سو سال پہلے اپنی کتاب کے آغاز میں لکھ گیا ہے:- "ہمارے اس بیان کے نتیجے معنی ہیں۔ یہ ایک مستقل علم ہے، جس کا خاص مotenue انسانی عزان (تمدن) اور معاشرہ انسانی ہے۔

اس زمانہ میں البتہ جدید اصطلاحات موجود نہیں تھیں، جن کو ابن خلدون استعمال کر سکتا۔ وہ اس علم کو اس وقت علم تاریخ ہی کے نام سے یاد کرتا ہے لیکن اس کا مقصد وہ اس طرح بیان کرتا ہے:- "اس بیان کا مقصد تمدن کی ماہیت ہے۔ یعنی دیہاتی اور عصری لوگوں کی زندگی اور شہری باشندوں کی زندگی۔ ایک قبیلہ کے افراد میں باہمی عصبیت (قبیلہ واری تعصب) اور ایک گروہ کا دوسرے گروہ پر غلبہ۔ اس بیان کے ذریعہ

تاریخ کی حدود نسلوں، خاندان اور معاشرہ کے طبقات کی بحث تک پہنچ جاتی ہیں۔ بعداز ان تاریخ ان مختلف پیشوں اور معاش کے ذریعوں سے بحث کرنی ہے، جو انسان کی فعالیت اور کوششوں کا جزء ہیں۔ اسی طرح علوم و ہنری اس کے دائرہ بحث میں شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر وہ موضوع جو انسانی تمدن سے تعلق رکھتا ہے، تاریخ اس پر بحث کرنی ہے۔“

”مقدمہ“ ابن خلدون کے چھ حصے ہیں۔ ان کا مجموعہ ایک دائرة المعارف کا پیش خیر معلوم ہوتا ہے۔ یہ عرب معاشرہ کے مطالعہ کی بنیاد ہے۔ ابن خلدون کے جملہ آخذ میں حسب ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:- طبری کی تاریخ الرسل والملوک (تقریباً ۹۲۳ھ)۔ مسعودی کی مردوخ الذہب (تقریباً ۹۵۶ھ)۔ اور تاریخ بیہقی (بارھویں صدی عیسوی) جواہن سعید (تیرھویں صدی عیسوی) کے آثار کے ذریعہ اس تک پہنچی اور جغرافیہ پر کتاب رودجر تایف اور لیں جو مغرب بعید کے شرق ایں سے تھا اور جس نے اس کتاب کو رودجر سسلی کے عیسائی بادشاہ کے نام پر ۱۱۵۴ھ میں مصنون کیا تھا۔ اسی طرح سیاسی اداروں کے موضوع پر کثر اس نے ماوردی کی ”احکام سلطانیہ“ سے استفادہ کیا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تورات اور انجیل کا عربی ترجمہ بھی پڑھا تھا۔

ابن خلدون نے اپنی کتاب میں دُور دراز مالک کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ اس زمانہ میں مغربی افریقیہ میں مالی حکومت ترقی پر تھی۔ اس کے امیر کا نام موسمی تھا، جس نے ۱۳۴۳ھ میں جبیت اللہ کے لئے جلتے ہوئے قاہرہ میں قیام کیا تھا۔ اسی طرح ابن خلدون نے ۱۳۵۳ھ میں مصری کاروان کو جو مالی جارہا تھا، گزرتے دیکھا تھا۔ اس نے شہر فاس میں جو مغرب میں واقع ہے، ایک سابق قاضی سے جس کا نام ابن وصول تھا، افریقیہ کے خطہ نایجیریا کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور ۱۳۹۳ھ میں غانہ (GHANA) کے ایک فقیہ سے، جس کا نام شیخ عثمان تھا، اس وقت کے مالی کے بادشاہوں کے نام حاصل کئے تھے۔

جیسا کہ عرض کر جا ہوں، اسی زمانہ میں تین دو سرے برے عالم گزرے ہیں، جنہوں نے اہم کتابیں لکھی ہیں۔ وہ ہیں المغری (۱۳۴۳ھ) این بطور (۱۳۵۳ھ) اور مقرنی (۱۳۶۳ھ) اور مقدمہ“ ابن خلدون کی ہم عصر بھی ہیں اور اس کی تحریک کرنے والی بھی ہیں۔

ابن خلدون خوب جانتا ہے کہ علمی تحقیق کے راستہ پر چلنے والوں کو اشتباہ کے دام میں گرفتار نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ وہ خود کہتا ہے: ”تاریخی معلومات میں جھوٹ بھی داخل ہوتا ہے۔“ اس کے وہ حسب ذیل سات

اسباب بیان کرتا ہے : ۱۔ راوی کی محبت یا عداوت۔ ۲۔ راوی کا اندرها اعتماد۔ ۳۔ کسی واقعہ کے اصلی معنی سے لا علمنی۔ ۴۔ مورخ کا اپنی معلومات پر غزوہ۔ ۵۔ کسی روایت کی تقدیم اور بتبدیلی۔ ۶۔ چالپوسی۔ ۷۔ تحدی کی اصل حقیقت اور اس کی ماہیت سے ناواقفیت۔

اس میدان میں ابن خلدون کو نشانہ ثانیہ کے انسان دوست (HUMANIST) فلسفیوں پر جو بیوپ میں ہم عصر تاریخ پر تلقین کی ضرورت پر زور دیتے تھے (مثلاً لورنزو۔ والل) پانچ سو سال سبقت حاصل ہے۔ ابن خلدون نے مبالغہ آمیز روایات کو رد کر دیا ہے۔ جیسے خداون کی جستجو، سمندر کی عجیب مخلوقات یا پرانے زمانے کے لوگوں کے دیوبیکر ہونے کے قصے۔ وہ اس سلسلہ میں لکھتا ہے : "اگر ہمارے اعداد دیوبیکر تھے تو ان کے گھر اور ان کے دروازے جو آج تک باقی ہیں، ہمارے زمانہ کے گھروں اور دروازوں کے برابر کیوں ہیں۔" جہاں کہیں ابن خلدون مبالغہ آمیز اعداد اور ارقام دیکھتا ہے، وہ ان کے انتباہ دینے سے پر ہیز کرتا ہے۔ جیسے ایک افسالوی شہر کے دس ہزار دروازے یا بیان کے چھ لاکھ اسرائیلی سپاہی۔ اس سلسلہ میں وہ کہتا ہے "جہاں کہیں ماں کی مقدار یا فوج کی تعداد کے بارے میں روایت ہو، اس کو قبول کرنے سے پر ہیز کرنا چاہیے" اس کا سبب یہ تھا کہ ابن خلدون کو اس بات کا جنوبی علم تھا کہ راوی کا مقصد بعض اوقات سنن یا طریقہ دلوں کو تعجب میں ڈالنا ہوتا ہے۔

ابن خلدون میں احتیاط اور شک اس قدر تھا کہ وہ "مغرب" کے مشہور سیاح این بیٹو طکی روایات پر جس نے ۱۳۲۵ء سے ۱۳۵۱ء تک ایشیا اور افریقیہ کے ممالک کی سیاحت کی تھی، یقین نہیں کرتا تھا۔ ابن خلدون لکھتا ہے "ہمیشہ روایات کی اصل اور مأخذ کو دیکھنا چاہیے اور موضوع کو عقل کی ترازو سے تو نہ چاہیے۔ اسی صورت میں فکر روش اور عقل سلیم ممکن اور محال میں تیزی کر سکے گی۔" ابن خلدون سے دو سو سال بعد دیکارت (DESCARTE) فرانسیسی فلسفی (۱۶۰۸ء) اپنی کتاب "بیان بر اصول" (Discourse on the Method) میں لکھتا ہے : "میں جب تک یہ زبان لوں کو ایک بات واضح حقیقت ہے، بعض اوقات میں اس کو حقیقت نہیں سمجھتا۔"

ابن خلدون نے صدر اسلام کے واقعات کو جو اسلام میں منہبی اختلافات کا سبب ہے، نہایت غیر جانبداری سے بیان کیا ہے۔ وہ اس سلسلے میں کسی گروہ یا فرقہ کا ذکر تعصب کے لمحہ میں نہیں کرتا۔ باوجود ان تمام باتوں کے ابن خلدون کی روشن بینی اپنے زمانہ کے عقائد اور خیالات سے بالکل پاک نہیں تھی چنانچہ

وہ افریقیہ کے کالے لوگوں کا ذکر خفارت سے کرتا ہے لیکن یاد رہے کہ موجودہ زمانہ میں بھی بعض ممالک جیسے جنوبی افریقیہ اور روڈیشیا وغیرہ میں اس نسماں کے رنگ و نسل کے انتیاز کے خیالات موجود ہیں۔ ابن خلدون کی نگاہ میں انسان عقل و فراست کا مالک ہے۔ اور اپنے ہم نوع لبتر پر تجاوز کرنا بھی انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ لہذا تمدن کو برقرار اور معاشرہ کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے کسی حکم کی ضرورت ہے۔ ابن خلدون تمدن کو ”عمران“ کہتا ہے۔ اس کی نظر میں یہ تمدن صحنی یا شہری دونوں ہو سکتا ہے۔ اس کے خیال میں ہم خونی کا جذبہ لوگوں کے گروہوں کو آپس میں ملانا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ پر غائب آ جاتا ہے۔ لہذا وہ باشتہست کو انسانوں کی فطری حکومت سمجھتا ہے۔ اس کی رائے میں جب شہری لوگ عیش و عشت میں پڑ جاتے ہیں اور وحشی دُور کی مشقت اور سختی پر واشتہ کرنے کی عادت ان میں ختم ہو جاتی ہے تو یہ لوگ مٹ جاتے ہیں اور دوسرے لوگ ان کی جگہ لے لیتے ہیں۔

ابن خلدون خواہ کتنا ہی جدت فکر کا مالک ہوتا، بہر حال وہ اپنے زمانہ سے باہر تو نہیں جاسکتا تھا۔ بعض علماء نے ہس کے بعض عقائد کو اس سے پہلے بیان کر دیا تھا جن کو بعد میں اس نے اپنایا۔ مثلاً ابن سینا رمتوںی تقریباً ۳۰۰۰ء) نے اپنی کتاب ”شفا“ اور ”نحوات“ میں انسانی معاشرہ کے نظام کو حکم کے تعاون اور سرپرستی پر مبنی تباہی ہے۔ انہی آنکار کی تکرار تیریھوں صدی میں سہہ زوری نہ کی۔ اسی طرح الیرونی اور ابن مسکویہ کی کتابوں میں بھی۔ یہ دونوں ۳۰۰۰ء میں نوٹ ہوئے، فلسفہ تاریخ بیان کیا گیا ہے۔المبشر ابن فاتح نے اپنی کتاب ”فتحار الحکم“ میں حکومتوں کے عروج و زوال کے متعلق بعض ایسی باتوں کو، جو ابن خلدون کے خیالات کے نزدیک ہیں، افلاظون سے منسوب کیا ہے۔

ابن اثیر رمتوںی (۲۳۳۰ء) نے بھی حکم کا، جو انسانوں کے درمیان تنیسلے کرتا اور امن بحال رکھتا ہے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح انسان اور اس کے فطری ماحول کے بارے میں بطیموس رمتوںی تقریباً (۲۸۰۰ء) و سکائی رمتوںی تقریباً (۲۸۰۰ء) اور رشید الدین طیب (رمتوںی تقریباً ۱۳۱۸ء) جس نے کتابیں منکوں فارسی دری) زبان میں لکھی ہے، تینوں نے بحث کی ہے۔

باوجود اس کے کہ ابن خلدون بھی اپنے زمانہ کا آدمی ہے، لیکن وہ حقائق کے معلوم کرنے میں دوسرے بہت سے موڑخوں پر سبقت لے گیا ہے۔ اس سے پہلے یا اس کے زمانہ میں کسی نے ”مقدمہ“ جیسی وسیع اور بلند پایہ کتاب نہیں لکھی۔ نیز خود اپنے زمانہ کے حالات پر کسی دوسرے کو اس قدر تشریف بینی اور نظر کی

گہرائی حاصل نہیں ہو سکی۔ ابن خلدون ڈارون سے پہلے لکھ گیا تھا: "بندروں کے گروہ میں بھی فراست موجود ہے لیکن وہ فلک کے مرحلہ تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔ بندروں کے بعد پہلا مرتبہ انسان کو حاصل ہے، ہمارا بھی مشاہدہ ہے اور یہ"۔ اسی طرح ایک دوسرے مقام پر لکھتا ہے: "خنوں کا امکان خلقت کے ہر درجہ پر جالوزوں کے والئی اتصال میں موجود ہے" رابن خلدون نے اس جگہ خنوں کا مفہوم لفظ "استقدار" سے ادا کیا ہے۔)

ابن خلدون نے بعد میں آئے والے بہت سے علماء سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ادراک کے بعض قوائے روحی کا جیسے تخلی اور حافظہ، مرکز بھیج کے اندر ورنی حصہ میں واقع ہے۔ جب کہ بروکا (متوفی ۱۸۶۱ع) نے آج سے صرف ایک سو سال پہلے انسان کے احساس اور حرکت کی قوتوں کی جگہ دماغ معین کی ہے۔ یہ بات بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ ابن خلدون ماحول کو بہت اہمیت دیتا ہے۔ لیکن وہ لفظ "محیط" یا "بیعتہ" جو آج کل علمائے عرب استعمال کرتے ہیں، استعمال نہیں کرتا بلکہ اس کے لئے لفظ "حوال" استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ان اپنی عادت کی پیداوار ہے۔

ابن خلدون آج کل کے علماء کی طرح اعداء و شمار کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ اور جہاں کہیں ممکن ہوا ہے، اس نے اعداء و شمار جمع کئے ہیں۔ مثلاً ملاحظہ ہو وہ جدول جو نویں صدی عیسوی میں بغداد کے خزان میں داخل ہونے والے ٹیکسوس سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا یہ قول بھی دلچسپ ہے کہ اگر عرب ممالک کے باشندوں کی اصل پر تحقیق کی جائے تو پہنچ لے گا کہ ان میں سے اکثریت صحرانشین لوگوں کی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلدون نے بعض ایسے اعداء و شمار جمع کئے تھے، جو بعد تحقیقاتی طریقے میں مختلف فارم وغیرہ پر کر کے جمع کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح اس نے یہ پہنچ لایا تھا کہ شہری باشندے کچھ زمانہ گزر جانے پر اپنی قوم اور قبیلہ کے حلقوں سے خارج ہو جاتے ہیں۔ اس نے بعض اجتماعی و قائم کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ مثلاً ٹیکس کی ادائیگی کو صیغہ راز میں رکھنے کا دستور اس نے اس وقت بھی مشاہدہ کیا تھا۔ ابن خلدون کی کتابوں میں بعض ایسے المور اور نظماء کا ذکر ہے جن کو عالمِ اسلام میں یورپ کی سوسائٹی سے پہلے احترام کی نظروں سے دکھا جاتا تھا۔ بین الاقوامی قانون یورپ میں ۱۹۶۰ء میں سویڈن اور پولینیڈ کی صلح کے بعد ظہور میں آیا۔ اس قانون کا ظہور صرف گروہیوں (متوفی تقریباً ۱۹۵۵ع) کے خیالات کے اثر ہی سے نہیں ہوا۔ بلکہ مسلمانوں کے ساتھ صلیبی جنگوں کے دوران یورپ کی اقوام کے ارتباط کا اس پر بڑا اثر پڑا ہے۔ جنگی اور عین جنگی افراد یا جنگ بندی سے متعلق قواعد نے جن پر اسلامی ممالک میں ساتویں صدی عیسوی سے عمل ہوتا تھا، بعد میں یورپ

میں میں الاقوامی قانون کی رائغ بیل دالی۔

ابن خلدون چہاں قاضی کے فرائض کا ذکر کرتا ہے، وہاں حضرت عمر بن خطاب سے منسوب ایک خط بھی دیتا ہے۔ اس خط میں اسلام کے خلیفہ دوم نے جو نصیحتیں کی ہیں، وہ آج بھی پوری اہمیت رکھتی ہیں۔ جیسے: "طاقت و رآدمی کو قاضی کی جانبداری کی توقع نہیں کرتا چاہئے اور نگزور کو اس کے اضافات سے مایوس ہونا چاہئے۔" اس لحاظ سے نہ صرف ابن خلدون بلکہ تمام اسلامی معاشرہ ترقی یافتہ تھا اور اسی کو ادندر رباط انسانی حقوق کا "خاموش احترام" کا نام دیتا ہے۔

مقدمہ ابن خلدون کی فہرستِ مندرجات اتنی منطقی ہے کہ اس میں شروع سے آخر تک ایک منظم ترتیب نظر آتی ہے۔ اس زمانہ میں نہ مطیع تھا اور نہ کتابیں چھاپی جاتی تھیں۔ لہذا ابن خلدون نے اکثر اقتباسات اپنے حافظہ کی مرد سے ریتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کی کتاب میں بعض غلطیاں بھی موجود ہیں۔ اسی طرح اس میں بعض باتوں کی تکرار بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ مقدمہ ابن خلدون کے موجودہ حجم کو نصفت کے پڑا بر کیا جاسکتا ہے۔ بغیر اس کے مطالب کو کوئی نقصان پہنچے۔

اس کے بعض جملے، اگرچہ اس نے انہیں دوسروں کی کتابوں سے اخذ کیا ہے، خاص طور سے قابل ذکر ہیں

وہ کہتا ہے:-

کوئی حقیقت تک پہنچنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

انسان اپنی عادات کی پیداوار ہے۔

انسان کی فطرتِ ثانیہ اس کی عادت ہے۔

تاریخ خود کو دُبّراتی ہے۔

تمدن کا مقصد علم حاصل کرنا ہے۔

انسان اپنی فطرت کی رو سے ایک سیاسی مخلوق ہے۔

جس کی پرورش ماں باپ نے نہیں کی، اس کی پرورش زمانہ کرے گا۔

انسان ایسا نادان ہے جو راجحہ سے) سیکھتا ہے۔

تفکر کی انتہا کردار کی ابتداء ہے۔

محنت منافع کی اساس ہے۔

ابن خلدون کے خیالات اور اس کی تحقیقات کے قواعد اپنے زمانہ سے اس قدر آگے تھے کہ اس زمانے کی اصطلاحات اور زبان ان کی ادائیگی کے لئے مکافی نہیں تھیں۔ چنانچہ وہ مجبور تھا کہ اپنے مطلب کی ادائیگی کے لئے کوئی دوسری را پیدا کرے۔ اگرچہ ابن سطور (متوفی تقریباً ۱۳۴۱ع) نے "لسان العرب" میں تقریباً ۳۰۰ ہزار الفاظ جمع کئے ہیں جو تم تک پہنچ پہنچتے ہیں۔ لیکن ان الفاظ سے اس زمانہ کے قانونی اور اداری اصطلاحات کا پتہ نہیں چلتا۔ اس زمانہ میں تھانوی کی کتاب "کشف اصطلاحات الفنون" جس کو اشپر شتر نے ۱۸۵۳ء میں ملکتہ سے شائع کیا، موجود نہیں تھی جس سے ہم پتہ چلا سکیں کہ ابن خلدون نے ان علمی اصطلاحات میں کیا اضافہ کیا ہے۔ "مقدمہ" ابن خلدون میں بعض لفظوں کے خاص معنی ہیں مثلاً مذکور رام و لام مفتوح (Rām و Lām مفتوح) کے معنی تر تہذیبندگی اور عادت ہیں بلکہ اس کا معنی ہوم ابن خلدون کے یہاں رعیت پر امیر کی قدرت بھی ہے۔ اسی طرح ثقافت کے معنی ابن خلدون کے یہاں آج کل کے بر عکس کلچر کے نہیں ہیں بلکہ "علم جنگ" کے ہیں اور "استعداد" کے معنی ابن خلدون کی خاص زبان میں نخول اور ارتعاء کے ہیں۔ اسی طرح وہ لفظ "دولت" کو خاندان کے معنی میں استعمال کرتا ہے۔ " عمران" کے معنی ابن خلدون کے آثار میں تدقیق اور آباد کاری دونوں آئے ہیں۔ اسی طرح "عمارت" کے معنی اس کے یہاں زراعت اور زمین کو آباد کرنا دونوں ہیں۔ "اعمار" کو وہ آباد بائندوں اور نقوص کے زیادہ ہونے کے معنی میں استعمال کرتا ہے۔ آج کل عربی میں عمران کو حضارة، مدینت اور تمدن کہتے ہیں، لیکن "استعار" یعنی دوسروں کی زمین کو اپنے لئے آباد کرنا ابن خلدون کے معنی ہوم کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔

شہر زوری (تیرھوی صدی عیسوی) کے بقول ابن سینا (متوفی تقریباً ۱۰۲۱ع) نے "تمدن" کو آج کل کے معنی میں استعمال کیا ہے، لیکن ابن خلدون اس کے معنی "شہر میں بستا" کے لیتا ہے۔ اسی طرح "بدروی" کے معنی ابن خلدون کے یہاں "دیہانی" اور "خیبر نشین" (یا صحرائشین) دونوں کے ہیں۔ عصبیت کے معنی اس کے نزدیک قبلیہ اور ہم خونی کا رشتہ ہے۔

ابن خلدون کو لسانیات سے بھی خاص رکاوٹ تھا۔ وہ غیرسامی اور بربڑی زبانوں کے الفاظ لکھتے وقت ان کے حروف کو بڑی توجہ سے لکھتا ہے۔ ابن بطوطہ نے ۱۳۴۳ع میں دہلی میں "یونی" (جو گیوں) کو دریجا کیا تھا۔ اسی طرح ابن خلدون بھی جس کو دور دراز مکونوں کے حالات کا علم تھا، جو گیوں کا ذکر کرتا ہے۔ مذکورہ بالا وجہ کی بناء پر مقدمہ ابن خلدون کی ہمیشہ تعریف ہوتی رہی ہے۔ ترکوں نے اس

کا سوھوئیں صدی عیسوی میں بڑی وقت نظر سے مطالعہ کیا۔ مقدمہ کو ۱۸۵۰ء میں قاہرہ کے بولاق پر اسی سے شائع کیا گیا تھا لیکن اس کا مانند معتبر علمی لشکر نہیں تھا۔ بعد میں ۱۹۵۶ء میں لبنان میں اور ۱۹۶۲ء میں مصر میں اس کی طبع روم بھی طبع اول کی رو سے انجام پائی۔ ۱۸۵۰ء میں "مقدمہ" کو موجودہ علمی لشکر میں اسی طبقہ کیا گیا۔ ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۸ء میں ولیم دوسلان نے "مقدمہ" کا فرانسیسی ترجمہ کی مدد سے پریس سے شائع کیا گیا۔ ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۵ء میں ولیم جیمز ونیزو۔ رونٹھال کی رائے میں جس نے تین جلدوں میں پریس سے شائع کیا اسی طرح این میری تیل نے "مقدمہ" کے بعض حصوں کو جرمن زبان میں ترجمہ کر کے ٹوپنگ سے شائع کیا ہے۔

ابن خلدون کا یورپ کے مفکرین سے مقابلہ کیا جاتا ہے جیسے کیا ولی، بوڈن، ویگو، گن، مانٹسکو، میلے، فرگوسن، ہرڈر، کنٹرس، اسٹ کورٹ، گوبینو، طارڈ، ہیگل، ولیم جیمز ونیزو۔ رونٹھال کی رائے میں جس نے مقدمہ ابن خلدون کو تین ضخیم جلدوں میں انگریزی میں ترجمہ کر کے ۱۹۵۰ء میں شائع کیا ہے، ابن خلدون نایبغہ عصر تھا۔ ٹوپنگ بی اپنی کتاب "مطالعہ تاریخی" (مطبوعہ ۱۹۳۵ء مقام لندن) میں لکھتا ہے: "مقدمہ ابن خلدون پیشک اپنی مستم کی عظیم ترین کتاب ہے، جس کی مانند کوئی کتاب کسی نے کسی جگہ، کبھی نہیں لکھی۔" آج کل مغرب بعید کا ایک محقق محمد ناویت الطنبی مقدمہ کے متن کو استنبول کے ایک علمی سخنگی مدد سے تیار کر رہا ہے۔ اسی طرح یونسکو نے منظور کیا ہے کہ مقدمہ کا ایک نیافرانسیسی ترجمہ یونسکو کے شاہکاروں کے سلسلہ کے تحت طبع کیا جائے۔ اس کام کو میں نے استنبول کے ایک معتبر علمی سخنگی مدد سے پیشکیل کو پہنچا دیا ہے اور اب اس کا ترجمہ زیر طبع ہے۔

آج کل اسلامی ممالک میں بھی علماء اور محققین ابن خلدون کے عظیم مکالم کی طرف متوجہ ہونے لگے ہیں افغانستان کے اخبار سراج الاخبار نے جو محمد طرزی کی ادارت میں کابل سے شائع ہوتا تھا، اپنی ۵۰ روزیں الاول ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۹۲ء میں این خلدون کی ۴۰۰ سالہ بریسی کے موقع پر ابن خلدون کو "مثبت تاریخ"، "فلسفہ تاریخ" اور "میریان علمی کابانی" بتایا ہے، اور لکھا ہے: "اس کی پیدائش پر ایک ایسی قوت ریبا میں وجود میں آئی، جو سفید اور سیاہ، حجھٹ اور سچے اور ایمان اور حرفاً افات میں فرق اور تیزی کر سکے"؛ محمد عبداللہ عنان مصری محقق نے ابن خلدون کی زندگی اور آثار پر ایک کتاب انگریزی میں لکھی ہے جو لایہور سے ۱۹۳۱ء میں شائع ہوئی ہے۔ ایک الجزا ارٹی فاصلن، ڈاکٹر احمد طالب فرزند شیخ زیثرا بریسیم مرحوم ۱۹۵۹ء میں قرآن میں جیل حنفی میں قید تھا۔ اسی زمانہ میں اس نے چند مہینے تک مقدمہ ابن خلدون پر تحقیق کی۔ اپنے ایک خط

میں جو اُس نے قید خاتمہ سے لکھا ہے، وہ کہتا ہے: "مقدمہ" کو دنیا کے ادب میں ایک شاہکار کا مقام حاصل ہے۔ اس کا مؤلف چودھوی صدی عیسوی میں رہتا تھا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس عصر کا پہلا سیاسی مفکر تھا۔ حکومت اور تاریخ میں اس کا کردار اور حکومت کی تعریف نے (جو ابن خلدون نے دی ہے) مجھے تجھب میں ڈال دیا ہے۔ اس نے علم روح میں نئے باب کھولے ہیں۔ جب وہ احساس لکتری اور تقلید کے بارے میں لکھتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ طارڈ بول رہا ہے۔ اسی طرح جب وہ علم اجتماع سیاسی پر لکھتا ہے، خصوصاً یہ کہ حکومتوں کے عروج میں شہرلوں اور دیہاتیوں (یا صحرائیوں) کے درمیان تضاد یا ارتباٹ اور ہم خونی کو کیا مقام حاصل ہے اور ان کے نزدیک میں عیش پرستی کا کیا حصہ ہے، تو حیرت ہوتی ہے۔ یہ ہیں ابن خلدون کے بارے میں ایک جوان مسلمان محقق کے الفاظ جو آج کل الجزا'ر کی جمہوری حکومت میں وزیر تعلیم ہے۔

انسوس ہے کہ ابھی تک یورپ میں عربی اور اسلامی افکار کو اس کا صحیح مقام نہیں دیا گیا مثلاً میشل نوکرنے ۱۹۶۶ء میں ایک کتاب پیرس میں "الفاظ اور ادباء" کے عنوان سے شائع کی ہے، اس میں اس نے اسلامی علوم کی میراث کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور کہا ہے کہ علم الابدان کی بنیاد فرانسیسی سائنس دان کو وہ یہ نے اٹھا رہوں اور انہیسوں صدی میں رکھی ہے اور اقتصادی سیاسی کی بنیاد اسی زمانہ میں رکارڈ ہوئے اور انسانیات کی اساس پائی نے انہیسوں صدی میں رکھی ہے لیکن یورپ اکوست کی کتاب میں جو "ابن خلدون" کے عنوان سے ۱۹۶۶ء میں چھپی ہے، یہ اعتراف کیا گیا ہے: "مقدمہ ابن خلدون" کو اقتصادی اور اجتماعی پس مندگی پر بحث میں بنیادی مقام حاصل ہے۔ مقدمہ ابن خلدون علمی طریقہ پر تاریخ فرنلیسی کا آغاز ہے۔ اس کتاب میں مؤلف نے اس زمانے کے ترقی پذیر لوگوں کے حالات پر، جو آج کل متسری دنیا کے نام سے مشہور ہیں، تحقیقت کی ہے۔